بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا

ہمیں اَوروں کو کہنے سے پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے کس حد تک قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنایا ہے یہ بیعت کا حصہ بھی ہے، سچائی کو ہم نے کس حد تک قائم کیا ہے انصاف کو ہم کس حد تک قائم کرنے والے ہیں۔ لوگوں کے حقوق دینے میں ہم کس حد تک کوشش کرنے والے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/ اکتوبر 2017 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (یو.کے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پڑھا تھا جس میں آپ نے مسلمانوں کی عمومی حالت کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی۔ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمال، اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے۔ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آج سب سے زیادہ فساد کی حالت مسلمان ممالک میں ہے۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر سرگرم ہیں۔ ہر ایک لا الہ الا اللہ تو پڑھتا ہے اور دوسرے لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کا خون کرتا ہے، اس کا حق مارتا ہے، اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے جس پر یہ لوگ عمل کر رہے ہیں کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہے جس کی یہ لوگ پیروی کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوے کے بارے میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا یہ سنہری حروف میں لکھا جانے والا بیان ہے کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ کہ آپ کی سیرت اور آپ کے معمولات کا پتا کرنا ہے تو قرآن کریم آپ کی سیرت کی تفصیل ہے اسے پڑھو۔ اور یہ نمونے آپ نے اس لئے قائم فرمائے کہ آپ کو ماننے والے عمل کریں صرف نعرے لگانے کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میرے سے حقیقی تعلق صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے قائم نہیں ہوگا بلکہ میری محبت کو حاصل کرنا ہے تو پھر میرے محبوب رسول کی پیروی کرو۔ اُس کے اُسوے کو اپناؤ تو میرے پیارے بن جاؤ گے۔ تمہیں وہ مقام مل جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا مقام ہے ورنہ تمہارے نعرے کھوکھلے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہ تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عامۃ المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علماء نہ خود اُس کی بات سننا چاہتے ہیں نہ عوام کو

سننے دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف و ہراس اور فتنہ وفساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔ یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا۔ بہر حال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تکمیل کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم و ادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کو مختلف مواقع پر مختلف زاویوں اور معانی کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا اور یہی وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر اس کا پیارا بنا کر فتنہ وفساد کی حالت سے نکالنے والی بن سکتی ہیں۔ مسلمانوں کیلئے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں اپنی بقاء کو قائم رکھنے کیلئے، اپنے ملکوں میں امن قائم رکھنے کیلئے، اسلام کی شان و شوکت کو دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے۔ نیک نتائج اُس وقت قائم ہوں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی ہوگی ورنہ لا الہ الا اللہ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے اور محمد رسول اللہ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت میں اس آیت کی تشریح میں بعض اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں اندرونی تفرقے کا موجب بھی یہی حب دنیا ہی ہوئی ہے کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اب اس حُبُّ اللہ کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حُبُّ الدنیا کو مقدم کیا ہوا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا دار تھے، کیا وہ نعوذ باللہ سود لیا کرتے تھے یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے۔ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا، مداہنہ تھا، دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے۔ غور کرو! اتباع تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: لیکن آجکل عملی طور پر جو مسلمانوں کی حالت ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو فعلی شہادت اس کے خلاف ہے وہ اس بات کی گواہ ہے کہ ان کا بُرا حال ہو رہا ہے۔ ملک ملک لڑ رہے ہیں۔ غیروں کے پاس جا کر مسلمان ممالک دوسرے مسلمان ممالک کے خلاف لڑنے کے لئے بھیک مانگتے ہیں۔ اسی کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھینچا ہے کہ تم لوگ تو چھٹے ہوئے ہو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی نیکی انسان کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف و حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں، جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل آپؑ فرماتے ہیں کہ میں ہوں اس زمانے میں مجھ سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اس لئے کہ میں آنحضرت ﷺ کی ذات میں کھویا گیا آپ کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر محبت کا سلوک کیا۔ پس آپ پر الزام لگانے والوں کے الزام کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے مقام کو گرایا ہے فرما رہے ہیں کہ جو مقام مجھے ملا وہ آنحضرت ﷺ سے عشق اور محبت اور آپ کی کامل پیروی کے ذریعہ سے ملا اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا

نواز ا کہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کی وجہ سے اپنا بھی محبوب بنالیا۔اس کامل پیروی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو آپ کے سپرد کام فرمایا اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سعادت عظمیٰ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔اگر حقیقت مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے اور روزہ کیا چیز ہے خود ہی ایک بات سے رکے اور خود ہی کر لے۔رسمی نمازیں نہیں ہیں نمازیں اس طرح ادا کرو جو ان کا حق ہے جو ان کے اوقات ہیں اس کی پابندی کرنی ضروری ہے اور پھر اس طرح عبادت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے ہو ورنہ تو یہ رسمی عبادتیں ہیں ساری۔فرمایا کہ اسلام محض اس کا نام نہیں ہے اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا میری نماز میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔پس حقیقی پیروی کرنے والے اپنی عبادتوں کے بھی معیار بلند کرتے ہیں پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس لحاظ سے بھی ہمیں ضرورت ہے ورنہ ہمارا بھی پیروی کا دعویٰ کھوکھلا دعویٰ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک تو عبادت کے رنگ ہیں ایک دوسرے اخلاق فاضلہ کے رنگ ہیں۔اور سچی اتباع کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو اخلاق فاضلہ ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ پیدا کی جائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ کہ آپ کے اخلاق فاضلہ اگر دیکھنے ہیں تو قرآن کریم پڑھ لو وہی اس کی تفسیر ہے۔پس اس لحاظ سے بھی ہمیں قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت ہے۔ہمیں اوروں کو کہنے سے پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے کس حد تک قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنایا ہے یہ بیعت کا حصہ بھی ہے۔سچائی کو ہم نے کس حد تک قائم کیا ہے۔انصاف کو ہم کس حد تک قائم کرنے والے ہیں۔لوگوں کے حقوق دینے میں ہم کس حد تک کوشش کرنے والے ہیں۔

ہر ایک شخص کو خود بخود خدا سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے اس کے واسطے واسطہ ضروری ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہوگا۔انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے اور غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے۔قل یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم۔یعنی کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔فرمایا کہ اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہیں نہ کہ مخلوق۔رسول کریم ﷺ کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر درود پڑھو اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو وہ سب حکموں پر کار بند رہو جیسے کہ حکم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جاوے۔دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔کوئی مرجاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں حالانکہ چاہئے کہ مردے کے حق میں دعا کریں۔رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ ان کی ہتک بھی کی جاتی ہے۔گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی نہیں سمجھا جاتا اور اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیا ضرورت پڑتی۔

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نجات ہو سکتا ہے وہ جھوٹا ہے۔خدا تعالیٰ نے جو بات ہم کو سمجھائی ہے وہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

کہ اے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آ ؤ میری پیروی کرو تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ بغیر متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ جولوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھتے ہیں ان کی کبھی خیر نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: قل ان کنتم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی خوبصورت استدلال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا۔ عربوں میں تو خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اب بھی زندہ سمجھا جاتا ہے اور بڑا راسخ نظریہ ہے ان کا۔ بہر حال اس کا ردّ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مؤمن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہنچتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ ایک تعلق ہو اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یعنی آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے مر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کی اتباع میں ایسا گم ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے اور یہ سوچ لے کہ میں کس کی امت ہوں۔ ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں وہ کیونکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل عاشق اور آپ کی پیروی کرنیوالے تھے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ سے محبت کی اور مسیح موعود اور معہدی معہود اور تابع نبی ہونے کا اعزاز بخشا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو ماننے کے بعد اس کی قدر کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل پیروی کرنے والا بنائے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے پر چلنے کی اور آپ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو بھی توفیق دے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کو پہچاننے والے اور ماننے والے بنیں۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 20th - October - 2017

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB